گرم ہوا کے دور میں

انصاف اور جمہوریت کے سروکار

منوج کمار جھا

منتخب تحریریں

پیش لفظ

فیضان مصطفیٰ

ترجمہ و تلخیص

ابو اسامہ

گرم ہوا کے دور میں

AlterNotes Press

گرم ہوا کے دور میں

سماجی انصاف اور مساوات کے عوامی سروکار

منوج کمار جھا

منتخب تحریریں

پیش لفظ

فیضان مصطفیٰ

ترجمہ و تلخیص

ابو اسامہ

اس کتاب کا کوئی بھی حصہ الٹرنوٹس پریس، دہلی رمصنف سے باقاعدہ تحریری اجازت کے بغیر کہیں بھی شائع نہیں کیا جاسکتا۔ اگر اس قسم کی کوئی بھی صورتحال ظہور پذیر ہوئی تو قانونی کارروائی کا حق محفوظ ہے۔

© Manoj Kumar Jha

ISBN : 978-93-87370-01-2

نام کتاب : گرم ہوا کے دَور میں

مصنف : منوج کمار جھا

پیش لفظ : فیضان مصطفےٰ

ترجمہ و تلخیص : ابواسامہ

مطبع : Thomson Press (India) Ltd.
B-315, Okhla Phase- 1, New Delhi-20

سرورق : Creative Design World

ناشر : AlterNotes Press, Delhi

Garm Hawa Ke Daur Mein
by **Manoj Kumar Jha**
Foreword by **Faizan Mustafa**
Translated by **Abu Osama**
1st Edition 2021 Price: ₹300/-

Publisher:
AlterNotes Press
D-11/110, First Floor, Azmat Manzil,
Zakir Nagar, Jamia Nagar, New Delhi- 110925
Phone: 011-26982052, 9818063556

Lasertype Setting at : **Frontech Graphics, Abdul Tawwab, 9818303136**

ہجوم دیکھ کے رستہ نہیں بدلتے ہم
کسی کے ڈر سے تقاضا نہیں بدلتے ہم

ہزار زیر قدم راستہ ہو خاروں کا
جو چل پڑیں تو ارادہ نہیں بدلتے ہم

اسی لیے تو نہیں معتبر زمانے میں
کہ رنگ صورت دنیا نہیں بدلتے ہم

ہوا کو دیکھ کے جالب مثال ہم عصراں
بجا یہ زعم ہمارا نہیں بدلتے ہم

حبیب جالب

انتساب

ان کروڑوں ہندوستانیوں کے نام
جن کے لیے ہندوستان محض سرحد اور جھنڈے کا نام نہیں بلکہ بے شمار رنگوں کا ایک خوبصورت نگینہ ہے

فہرست

سلسلہ نمبر	مشمولات	صفحہ نمبر
1	عرض مترجم	13
2	پیش لفظ	15
3	تاثرات	18
4	کیا کہیں کچھ کہا نہیں جاتا...	35

حصہ اوّل فکر فردا

عصر حاضر کی سیاست اور متبادل سیاست کے امکانات

5	باپو کے نام	41
6	عزیز من جواہر لال	46
7	پیارے شری نریندر مودی	53
8	ایک کشمیری کا تصور ہندوستان	57
9	رامائن اور مئی 1968	62
10	معاصر سیاست کا سیاسی و سماجی نظریہ	68

11	مرکزی حکومت کا عوامی سروکار	77
12	بی جے پی اور انتقام کی سیاست	81
13	یہ موسم بدل کیوں نہیں رہا ہے!	84
14	میرا موڈ اور میرے ملک کا موڈ	89
15	سیاست داں بطور مورخ	93
16	رائیگن سدھی کے نقلی گاندھی	95
17	آہ میرے فلسطینی بھائیو اور بہنو	107
18	ایا گو...مابعد سچائی کے دور کا ہیرو ہے	112
19	ہندوستان کو بھی کوئی برنی سینڈرس چاہیے	118
20	کیا زندہ قوموں کے بیچ سیاست کا یہی موضوع ہونا چاہیے؟	123
21	سماجی انصاف پر مبنی سیاسی منشور	128
22	حکومت کی ترجیحات میں کسان کیوں نہیں؟	133
23	ایک خط جواہر لال کے نام	137

حصہ دوم طعن اغیار

نفرت کی منجدھار میں مسلمان

24	نائن الیون اور مسلمان	146
25	فرقہ وارانہ فسادات	150
26	ہندو مسلم تعلقات کی استواری	155
27	سیاسی ہنگاموں کے بیچ ہندو مسلم تعلقات	159

164	مسلم نوجوانوں کی گرفتاریاں	28

حصہ سوم بوئے گل

174	پیارے باپو	29

حصہ چہارم آشفتہ سری

ہے عجب مجموعہ اضداد اے اقبال تو

180	ہم صرف یہ الیکشن نہیں ہارے	30
181	لنگوٹ اور مذہب	31
182	کچھ ایسا ہے ان دنوں	32
183	شکریہ	33
184	دستاویز	34
186	پکار	35
187	عام انسان	36
188	رفاقت	37
190	گریز	38
191	ظلمتوں کا دور	39

عرض مترجم

زیر نظر کتاب پروفیسر منوج کمار جھا (رکن پارلیمنٹ راجیہ سبھا اور پروفیسر، شعبہ سوشل ورک، دہلی یونیورسٹی) کے حالیہ برسوں کے دوران انگریزی اور ہندی میں لکھے گئے مضامین کا اردو ترجمہ ہے۔ جن میں بیشتر مضامین وہ ہیں، جو آن لائن اور پرنٹ میڈیا کے اخباروں میں شائع ہو چکے ہیں۔ چند ایک غیر مطبوعہ مضامین کو بھی کتاب میں شامل کرلیا گیا ہے۔

کسی خیال یا آئیڈیا کو ایک زبان سے دوسری زبان میں منتقل کرنا نسبتاً مشکل کام ہے۔ مگر جب مصنف و مترجم میں استاد اور شاگرد کا رشتہ ہو تو یہ مرحلہ قدرے آسان ہو جاتا ہے۔ ترجمے میں اس بات کا خیال رکھا گیا ہے کہ متن کی اصل روح کو برقرار رکھتے ہوئے جہاں تک ممکن ہو سکے، فری اسٹائل میں ترجمہ کیا جائے۔ مضامین کی ترتیب میں مہینے یا تاریخ پر موضوع کو ترجیح دی گئی ہے۔ مضامین کی تعداد ارادتاً کم ہے تاکہ قاری بہ آسانی پوری کتاب کو دل برداشتہ ہوئے بغیر پڑھ سکے۔ یہ اعتراف بھی بجا ہے کہ کتاب کے اردو ایڈیشن کو عوام تک پہنچانے میں مترجم پر مصنف کی دلچسپی کو سبقت حاصل ہے۔

ابو اسامہ

شعبہ سوشل ورک

مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی، حیدر آباد

●●●

پیش لفظ

فیضان مصطفیٰ
وائس چانسلر
لاء یونیورسٹی، حیدرآباد

زبان ثقافت کی عکاس ہے اور یہ زبان ہی ہے جو تہذیبوں کو جذبات کی ڈور میں پروتی ہے۔ اس لیے زبانیں تہذیب وثقافت کی آئینہ دار ہیں نہ کہ کسی مذہب یا ذات کی۔ زبانوں کو مذہب سے جوڑنے کی سیاسی تاریخ نے ہمارے تہذیبی ورثے کو بے حد نقصان پہونچایا ہے۔ مہاتما گاندھی کے قتل کا سانحہ، اُن کی اردو سے محبت کی ایک وجہ بنی جس کا خود ناتھورام گوڈسے نے عدالت میں اقرار کیا تھا۔ حقیقت تو یہ ہے کہ اردو کو ہندوؤں اور مسلمانوں نے مل کر فروغ دیا ہے۔ مگر ہم دن بہ دن زبان کی شاونیت کے قبضے میں پھنس رہے ہیں۔ ایسے افسردہ ماحول میں خوشی کی بات ہے کہ پروفیسر منوج جھا صاحب کے چنندہ مضامین اردو رسم الخط میں شائع ہو رہے ہیں۔

منوج جھا نے جن موضوعات اور مسائل پر قلم اٹھایا ہے، ان میں ان کی دانشورانہ علمیت اور رواداری والی سیاسی بصیرت کی رمق ہے۔ وہ ہندوستان کی پارلیمنٹ اور دستوری اداروں کو آئین کی رو سے چلنے کی تلقین کرتے ہیں۔ وہ پارلیمنٹ میں بحث ومباحثے، غور وفکر اور رضامندی وغیر رضامندی کے بیچ خوشگوار ماحول قائم کرنے کے

لیے کوشاں ہیں۔ دستور کے بنیادی ڈھانچے اور قانونی اقدار کی بحالی اور اس کے نفاذ کی بے چینی، ان کی تحریروں اور تقریروں میں جھلکتی ہے۔ وہ پارلیمنٹ میں منظور کیے جانے والے ہر بل پر اپنی بے باکانہ رائے رکھنے میں نہیں ہچکچاتے ہیں خواہ وہ جموں و کشمیر کے اسپیشل درجے کا خاتمہ ہو، تین طلاق کا مسئلہ ہو، شہریت کا ترمیمی بِل ہو یا حال ہی پاس ہونے والے کسانوں کے بِل، انھوں نے ہمیشہ آئین اور قانون کی بالادستی کی پُر زور وکالت کی ہے۔ وہ بازار اور سرمایہ دارانہ نظام کے پھوہڑ پن کو بھی سماجی اور معاشی انصاف کے نظریے سے پرکھتے ہیں۔ وہ اپنی درس وتدریس کے دوران مظلوم اور محروم طبقات کے حقوق کی ترجمانی کرتے رہے ہیں اور عملاً بھی ان کی سیاسی حصے داری میں بڑھ چڑھ کا حصہ لیا ہے۔ یہ سچ ہے کہ ان کے مضامین میں قانونی مشینری اور دستوری نظام کو استوار کرنے کی مخلصانہ اپیل اور گاندھی اور نہرو کی سیاسی و مذہبی رواداری کو دوبارہ رائج کرنے کی کوشش انھیں دوسروں سے منفرد کرتی ہے۔

اس قدر جدو جہد کی ضرورت اس لیے پڑ رہی ہے کیوں کہ گزشتہ سالوں میں سیاستدانوں کی جانب سے قانون کے غلط اطلاق، قانونی دفعات کی من مانی تعبیر وتشریح اور اقتدار کے بے جا استعمال سے ہمارے ملک کی جمہوریت، سیکولرزم، مذہبی ہم آہنگی اور سماجی تانا بانا بکھرتا ہوا نظر آرہا ہے۔ آج ضرورت اس بات کی ہے کہ عوام کو قانون کے فلسفے اور دستوری آئین کے بنیادی خدوخال سے روشناس کرایا جائے۔ قانونی طور پر عوام کی بااختیاری کے بغیر ہم ایک صحت مند معاشرہ قائم نہیں کرسکتے ہیں۔ قانونی نظام (Rule of Law) کا غیر جانبدارانہ نفاذ کیے بغیر ہمارے ملک کو ایمنسٹی انٹرنیشنل (یہ اور بات ہے کہ اب اس تنظیم پر قانون کی خلاف ورزی کا الزام لگ چکا ہے) اور ہیومن رائٹس واچ کی رپورٹوں میں انسانی حقوق کی پامالی کے اعداد وشمار سے روبرو ہونا پڑے گا۔ امریکی کمیشن برائے بین الاقوامی مذہبی آزادی کی امسال کی

رپورٹ نے وطن عزیز کے بارے میں جو سوالات اٹھائے ہیں، وہ افسوس ناک ہیں۔ گجرات کے فسادات کے بعد ایک بار پھر سے ہندوستان کو یہ شرم ناک دن دیکھنا پڑا۔ ہر سچے قوم پرست کو اس قسم کے بدنما دھبے سے تکلیف پہونچتی ہے۔

ہم بارہا ایسی نظیروں کے چشم دید گواہ ہوتے ہیں جب مقننہ ایسے قوانین منظور کرتی ہے جو ان کے دائرہ اختیار میں ہی نہیں ہیں۔ وہیں دوسری طرف عدلیہ کے فیصلوں میں عصبیت کا پہلو نظر آتا ہے۔ مثال کے طور پر سبری مالا مندر کے فیصلے میں عقیدے کی عظمت اور تین طلاق مسئلے میں صنفی مساوات پر زور دینے سے ایک عجیب قسم کے دہرے پن کا اشارہ ملتا ہے۔ اسی طرح معاملات کی شنوائی اور انصاف تک رسائی میں ترجیحات طے کرنے کے حوالے سے سیاست کی خاموش اور پوشیدہ دخل اندازی کی وجہ سے بروقت انصاف ملنا مشکل ہوتا جارہا ہے۔ حالیہ دنوں میں سی بی آئی کی اسپیشل عدالت نے بابری مسجد کو گرانے والے ملزمین کو باعزت بری کردیا ہے۔ یہ فیصلہ ہمارے قانونی نظام اور ہندوستانی تہذیب کی خوشگوار وراثت پر سوالیہ نشان کھڑا کرتا ہے۔ پچھلے کچھ سالوں میں جس انداز میں تنقیدی فکر رکھنے والے عوامی دانشوروں اور صحافیوں کی آزادیِ اظہارِ خیال پر قدغن لگائی گئی، شہری موضوعات کو جرائم کے زمرے میں لایا گیا اور لاء اینڈ آرڈر کے قوانین کا بے دریغ استعمال کیا گیا ہے، اس سے ایک صحت مند جمہوریت اور سیاست کے امکانات پر گہری چوٹیں لگ رہی ہیں۔ یہ کتاب ایک متبادل سیاسی کلچر کے امکانات اور مظلوم طبقات کے حقوق کی نمائندگی کرتی ہے۔ مجھے امید ہے کہ اس کتاب سے گرم ہوا اور تاریکی کے دور میں روشنی کی نئی کرنیں پھوٹیں گی۔

●●●

کتاب کے بارے میں

'گرم ہوا کے دور میں' منوج کمار جھا کے منتخب مضامین اور کالموں کا مجموعہ ہے۔ ان مضامین میں اہل سیاست کے لیے ایک متبادل سیاسی طرزِ عمل کا پیغام ہے، نیز قاری کو دعوت فکر دی گئی ہے جس پر سنجیدگی سے غور کرنا حالات کی ضرورت ہے۔ کتاب میں ملک کے سیاسی نظام کے انتخابی منشور سے لے کر ان کے سیاسی رویے کا بے لاگ تجزیہ پیش کیا گیا ہے۔ یہ کتاب ایک طرف متبادل سیاست کی وکالت کرتے ہوئے پسماندہ طبقات کی نمائندگی کرتی ہے، وہیں دوسری طرف ہمارے ترقی پسند سیاسی ورثے کی یاددہانی بھی کراتی ہے۔

مصنف کے بارے میں

منوج کمار جھا راجیہ سبھا کے رکن ہیں اور ساتھ ہی دہلی یونیورسٹی کے شعبہ سوشل ورک میں درس و تدریس کے فرائض بھی انجام دے رہے ہیں۔ وہ اس سے پہلے جامعہ ملیہ اسلامیہ کے سوشل ورک شعبے سے بھی وابستہ رہے چکے ہیں۔ پاؤلو فریرے کی تعلیمی حکمت عملی میں یقین رکھنے والے منوج جھا نے اپنی تدریسی زندگی میں طلبا کے اندر تنقیدی شعور کو پروان چڑھایا ہے تاکہ وہ ایک انصاف پسند معاشرے کی تعمیر اور مظلوم طبقات کو بااختیار کرنے کے لیے حکومتی نظام کو آمادہ کریں۔ منوج جھا مسلمانوں کی سیاسی وسماجی نمائندگی کے حوالے سے بھی خاص طور پر فکرمند ہیں۔

فیضان مصطفیٰ

فیضان مصطفیٰ کی گنتی ہندوستان کے ان عوامی دانشوران میں ہوتی ہے جو ملکی مسائل کے گنجلک قانونی پہلوؤں کو بے حد خوبصورتی سے اجاگر کرتے ہیں۔ ملک بھر میں لاء کے اداروں اور متعدد کمیٹیوں سے وابستہ فیضان مصطفیٰ نہ صرف ملک کے پالیسی ساز اداروں اور افراد پر اپنے علم کی چھاپ چھوڑتے ہیں بلکہ عوام کے بیچ بھی مقبولیت رکھتے ہیں۔ ان کا یوٹیوب چینل (Legal Awareness Web Series) کامیابی کی بلندیوں پر ہے۔ وہ فی الوقت لاء یونیورسٹی حیدرآباد کے وائس چانسلر ہیں۔

ISBN 978-93-87370-01-2
9 789387 370012 >

AlterNotes Press
info@alternotespress.com
www.alternotespress.com